بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

احمدی جماعت میں مقدمات

بربناء

ترجمۃ القرآن و منن الرحمن

گذشتہ چند ہفتوں میں جو اعلان قادیان سے ہوا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب میاں محمود احمد صاحب جماعت احمدیہ کو ایک دوسرے کے بالمقابل میدان عدالت میں لانا چاہتے ہیں اور وہ عزیز اور قیمتی وقت اور روپیہ جو وقف اشاعت اسلام ہونا چاہئیے تھا اب وہ مقدمہ بازی پر خرچ ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کس کراہت کے ساتھ ہم اب بھی اپنا وقت اندرونی اختلافات سلسلہ کے متعلق خرچ کرتے ہیں۔ ہم تو ایک منٹ بھی ان امور پر خرچ نہ کرتے اگر ہم میں اور میاں صاحب میں موجب تنازعہ ان کی ایک خلافت ہوتی۔ اصل مصیبت تو سلسلہ پر اُن عقاید باطلہ نے ڈال دی ہے جو میاں صاحب رکھتے ہیں۔ اور جن کا نام و نشان بھی حضرت مرزا صاحب کے وقت نہ تھا۔ جیسے کہ معاملہ حلف سے ان لوگوں کے گریز نے ثابت کر دیا۔ ہم ان عقائد فاسدہ کو اپنے علم و یقین میں (اور اس امر پر خدا شاہد ہے) سلسلہ احمدیت کے لئے سخت مضر۔ آنحضرت صلعم کی نبوت کی توہین اور اپنے مرشد و مولیٰ پر ایک خطرناک بہتان سمجھتے ہیں۔ یہی ایک بات ہماری ان کوششوں کی محرک ہے ورنہ میاں صاحب کی خلافت کی مخالفت کیا اور اس پر اوقات عزیز کو ضائع کرنا کیا۔ دنیا میں اور بیسیوں گدیاں ہیں ان کے ساتھ یہ بھی ایک سہی۔ میاں صاحب جس کثرت پر ناز کرتے ہیں وہ دیگر گدیوں کے مقابل کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ قابل رشک تو وہ قلت ہے جس کو قرآن ہر کثرت پر ترجیح دیتا ہے۔ کیا ہمارے حضرت آخر وقت تک مختلف رنگوں میں یہ ہمکو نہیں فرماتے رہے کہ تم میں بہت تھوڑے ہیں جو اس مقام پر آئے ہیں جہاں میں تمہیں پہنچانا چاہتا ہوں۔ تو پھر اگر یہ حضرت اعلیٰ کا فرمانا صحیح ہے تو وہ شخص ڈرے جو کثرت پر ناز کرتا ہے کیونکہ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے وہ حقیقت نہیں سمجھی جس کے لئے خدا نے اس صدی پر مجدد بھیجا۔ ہمیں تو خوش ہونا چاہئے کہ ہم تھوڑے

ہیں کیونکہ حضرت کے پہچاننے والے تھوڑے ہی ہو سکتے ہیں۔

مباہلہ کی آڑ میں دلائل سے گریز

الغرض آنحضرت صلعم اور حضرت مرزا صاحب کی عزت ہی ہمیں میدان دلائل میں میاں صاحب کے مقابل لائی جس سے میاں صاحب اب گھبرا رہے ہیں۔ کیونکہ اب ان کی تحریروں میں سب وشتم نہایت عام طریق کے طعن وتشنیع دوسروں پر بہتان۔ دلائل کے مقابل اپنے خواب اور الہام کو پیش کرنا مباہلہ کے لئے بلانا اور اب عدالت کی طیاریاں ہو رہی ہیں مباہلہ کے معاملہ میں ہمارے میاں صاحب یہ تو غور کرتے کہ انھوں نے آج تک عبداللہ تیماپوری۔ ظہیرالدین لاہوری۔ اور ربی بخش بٹالوی کے تقاضائے مباہلوں کو کیوں قبول نہ کیا۔ اور اگر آپ کا اس وقت اترانا صحیح ہے تو پھر ان کے طلب مباہلہ کے مقابل آپ کے ہی الفاظ جن سے آپ منبر خطبہ کو ذلیل کر رہے ہیں آپ کی شان میں کیوں استعمال نہ کئے جاویں۔ آخر ہر دو جگہ ایک ہی قسم کا مباہلہ اور مباہلہ سے عدم توجہی ہو رہی ہے۔ تین مباہلوں کے جواب میں آپ نے پرواہ نہ کی۔ اور ایک ہیں ہم نے۔ بلکہ ایک چوتھی آواز بھی آپ کے کان میں پڑی ہوگی یعنی مولوی محمد حسین صاحب داتوی کی۔ آپ یہی سمجھ لیں کہ جس وقعت اور نگاہ سے آپ نے عبداللہ تیماپوری وغیرہ کی درخواست مباہلہ کو دیکھا بس وہی وقعت ہم آپ کی درخواست مباہلہ کو دیتے ہیں۔ ناز تو آپ کو کسی ایسی بات پر ہونا چاہیئے کہ جواب سے پہلے آپ پر عائد ہو چکی ہو

مقدمہ متعلق ترجمۃ القرآن

پھر ان مقدمات سے جن کی طرف میاں صاحب کی اب طبیعت جا رہی ہے۔ میاں صاحب کو اگر کوئی فائدہ ہو سکتا ہے تو صرف یہ کہ اس شغل بیکاری میں جو دلائل اُن کی تعلیم کے بطلان میں ہماری طرف سے نکل رہے ہیں ان سے قوم کی توجہ کسی اور طرف ہو جاویگی۔ ہاں

ان مقدمات کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ قوم میں ایک دوسرے کے خلاف آگے سے زیادہ منافرت بڑھ جائیگی - بدقسمتی سے ہم میں بعض ایسے ہیں جن کا اس منافرت کے قائم رکھنے یا بڑھانے سے خاص فائدہ ہے - اور وہی لوگ ہیں جو اس وقت آتشِ مقدمہ کو مشتعل کرنا چاہتے ہیں -

میاں صاحب نے اس وقت دو مقدمات کے متعلق اشارات کئے ہیں - ایک تو ترجمہ قرآن کے متعلق ہے - اور ایک منن الرحمٰن کے متعلق - آخرالذکر مقدمہ اُن میں اور مجھ میں ہے اور ہمارے دو کی ذات سے تعلق رکھتا ہے - اس کے متعلق میں ایک لفظ بھی ان کو نہیں کہنا چاہتا - ہاں قرآن کے مقدمہ کے متعلق دور نگی گفتگو کرکے اُنھوں نے اپنی جس قلبی کیفیت کو پبلک سے چھپانا چاہا وہ منن الرحمٰن کے معاملہ میں نہ چھپ سکی - ہمارے دوست اس امر سے انکار نہیں کر سکتے کہ ہم نے اس وقت تک احمدی قوم کو عدالت میں جانے کی جولانی سے بچایا - اگر ہماری جگہ میاں صاحب اور اُن کے مشیر ہوتے تو کبھی کی احمدی جماعت عدالتوں میں خوار ہوتی - صدر انجمن کے نظام کو توڑ دینا اس کو نئے اصول پر لے آنا - صدر انجمن مرحومہ کی جائداد وغیرہ یہ ساری باتیں ہکو آن واحد میں عدالت میں لے جاسکتی تھیں - اور میاں صاحب کی خلافت اور آپکے ادعائی اختیارات کبھی کے عدالت کے زیر تحقیق آجاتے - کبھی سے انجمن کی جائداد کسی ثالث کے سپرد ہوئی ہوتی - لیکن ہم نے ان سب باتوں کو صرف اس لئے چھوڑ دیا کہ ہماری طرف سے عدالت میں جانے کا آغاز نہو - پھر اس سے علاوہ سیالکوٹ میں اور ایسا ہی بعض دوسرے مقامات میں بعض معقول رقوم تھیں جو لاہور آنی چاہئیں تھیں لیکن بعض دوستوں کے غیر منصفانہ طرز عمل سے وہ قادیان پہنچیں - ہم سے مقدمہ کی بابت سیالکوٹ کہا گیا - لیکن ہم نے اس امر پر بھی صبر کیا - پھر اس وقت تک ایک معقول جائداد سیالکوٹ میں زیر تنازعہ ہے - جو آن واحد میں احمدیوں کو عدالت میں لاسکتی ہے ترجمہ قرآن کے معاملہ میں بھی ہم اس بات کے کوشاں رہے ہیں کہ قوم عدالت میں جانے کی ذلت سے بچے - حالانکہ اگر ہم خود ہی اس ترجمہ کو چھپوائیں تو شرعاً اخلاقاً - قانوناً

ہر طرح اس کے حق دار ہیں۔ بلکہ یہ تو خرچ ہے۔ ہم تو بہت سی جائداد کے بھی حق دار ہیں۔ کیونکہ یہ جائداد میاں صاحب کی کوئی ذاتی جائداد نہیں۔ بلکہ قوم کے روپیہ سے قوم کی جائداد بنی ہے۔ اس کے لئے اگر ہم مقدمہ بھی کرتے تو اخلاقاً ہمیں کوئی ملزم نہ کرسکتا تھا۔ جب کہ قوم کا ایک حصّہ جنھوں نے چندوں میں بڑھ بڑھ کر حصہ لیا ہے ہمارے ساتھ تھا۔ مگر ہم نے محض قوم کو تباہی سے بچانے کے لئے ان مقدمات کو پسند نہ کیا۔ اس کے بالمقابل میاں صاحب کی روش کو دیکھو۔ آپ نے اپنے ایک خطبہ میں حضرت قبلہ مولوی محمد علی صاحب کے ترجمہ قرآن کے متعلق اشارہ کرکے یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ ترجمہ تو ردی میں پھینکنے کے قابل ہے اور اس قابل نہیں کہ میاں صاحب کے مبائعین اس پر روپیہ خرچ کریں۔ لیکن چونکہ یہ معاملہ قوم کا ہے اور قوم کا روپیہ اس پر خرچ ہوا ہے اس لئے وہ قوم سے رائے لیتے ہیں کہ آیا مقدمہ کرکے ترجمہ قرآن لیا جاوے یا نہ۔ وہ اپنی ذاتی رائے تو بظاہر مقدمہ کے خلاف دیتے ہیں۔ میاں صاحب کی اصل نیت سے تو عالم الغیب ہی واقف ہے کہ ان کے دل میں کیا ہے لیکن بظاہر جو ان کی جماعت نے ان کی منشاء کو ان کے خطبہ میں پڑھا ہے وہ یہ ہے کہ ضرور مقدمہ کیا جاوے۔ کیا عجب شان ربّی ہے اور وہ کس طرح واقعات کو پیدا کرکے لوگوں کو حسب ضرورت اپنی ادعائی حیثیت کو چھوڑنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ یہی میاں محمود احمد صاحب ہیں جن کو بچپن سے خلیفہ مفترض الطاعۃ بننے کا شوق ہے۔ جن کو بچپن سے ایک وہم ہے کہ میں مصئون عن الخطا ہوں؟ جنہوں نے محض ایک شوق مطلق العنانی میں نظام انجمن کا ستیاناس کر دیا۔ اور حضرت اقدس کے نام کو کاٹ کر قواعد انجمن میں اپنا نام لکھوا دیا۔ وہ ایک طرف تو یہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ مقدمہ کرنا نہیں چاہیئے۔ اور دوسری طرف خود قادیان میں انہی کی رائے پر چلنے والی جماعت خلیفہ مفترض الطاعۃ کے الفاظ پر کالشنس کو قتل کرنے والی جماعت میں یہاں تک جرأت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ میاں صاحب کی رائے کے خلاف مقدمہ کرنے کی رائے دیتی ہے۔ اور اس کی

٭ ملاحظہ ہو وہ اشتہار جس کے ماتحت انجمن انصار اللہ بنی۔

اتباع میں لاہور اور سیالکوٹ کی انجمن بھی مقدمہ کی تجویز کرتی ہے۔ اب ان واقعات کے ہوتے ہوئے ہم کیا نتیجہ نکالیں آیا یہ سمجھیں کہ میاں صاحب کی فی الواقع وہی رائے ہے جو انھوں نے مقدمہ کے متعلق خطبہ میں ظاہر کی ہے یا ان کی دلی کیفیت وہ ہے کہ جس کے لئے انجمن قادیان نے فی الفور مقدمہ کے لئے ریزولیوشن پاس کر کے باقی انجمنوں کے لئے مرغ بادنما کا کام دیا ہے۔ کہ اصل ہوا کا رُخ کس طرف ہے۔

بہرحال ہمیں حق نہیں کہ ظاہر کردہ واقعات کے خلاف نتائج مرتب کریں۔ ہم اپنے آپ کو مبارک دیتے ہیں کہ ہمارے قدم پر قوم نے قدم رکھنا سیکھا۔ کہ انھوں نے خلیفہ کی رائے کو غلط سمجھنے کی جرأت کی۔ انھوں نے خلیفہ کی ظاہر کردہ منشاء کے برخلاف اپنی رائے کا اظہار کیا۔ اور اس حریت اسلام کو واپس لینا چاہا جو گدی پرستی اور احبار پرستی نے دنیا سے مٹا دی تھی۔ اور جس کو از سر نو حضرت اقدس نے قائم کیا لیکن جس کو کند چھری سے میاں صاحب نے ذبح کر دیا۔ عزیزو! تم اگر قوم بننا چاہتے ہو تو اپنی رائے کی آپ عزت کرو۔ یہ نہ سمجھو کہ جو میاں صاحب کے منہ سے نکلے وہ کالوحی ہے۔ میاں صاحب کی رائے اور قوت فیصلہ بہت کچی ہے۔ اور بدقسمتی سے جو ان کے حواری موالی ہیں وہ کچھ تو ڈرے ہوئے ہیں اور کچھ اپنا ابوسعید ھاکرنا اسی میں دیکھتے ہیں کہ ہاں میں ہاں ملائیں۔ اگر ان میں سے کوئی سلامت رائے سے کام لیں تو جو کچھ آج تک ترجمہ قرآن کے متعلق قادیان میں کارروائی یا اعلان یا بیان ہوا اور چھپ گیا۔ وہ نہ ہوتا۔ ان نادانوں نے تو اپنے معاملہ کو خود نقصان ان باتوں سے پہنچا دیا جب موقعہ ہوگا تو پھر ان ناتجربہ کاریوں اور خامیوں کے خمیازے ان کو بھگتنے پڑیں گے خیر ان معاملات سے ناواقفیت اپنے ساتھ ایک معذوری بھی رکھتی ہے۔ مجھے تو میاں صاحب کی تحریرات بھی ادبی اعلمی نقصوں سے ہمیشہ ہی مملو نظر آئیں۔ میاں صاحب مکرم کی باتیں ہمیشہ اسالیب کلام اور قواعد صحت کلام سے بہت حد تک الگ ہوتی ہیں۔ جن کو وہ دلائل سمجھ کر پیش کرتے ہیں وہ بذات خود ایک دعویٰ ہوتا ہے۔ الغرض جہاں تک اس وقت تک میں نے قادیان کی تحریر۔ تقریر اور کارروائیوں کو پایا ان میں بہت حد تک صیانت رائے کی احتیاج پائی۔

دوستو تم کچھ عرصہ کے لیئے صرف یہ قیاس کر لو کہ میاں صاحب ایک اوسط درجہ کی قابلیت کے انسان ہیں۔ ابھی نوعمر ہیں۔ تجربہ زمانہ بہت تھوڑا رکھتے ہیں۔ جو بات کہتے ہیں اس میں انسانی غلطی کا احتمال ہے۔ صرف اسی قدر تم تجربۃً تسلیم کرنے کو تیار ہو جاؤ تو پھر تم کو میاں صاحب کی ہر ایک بات قابل پیروی نظر نہ آویگی۔ پھر تم کو قدم قدم پر ان کی باتوں میں عقل اور دور اندیشی کے مقابل جلد بازی۔ غصّہ۔ مغلوب الغضبی زیادہ تر نظر آویگی۔ تم بیشک انتظاماً میاں صاحب کو ہی امیر ٹھہراؤ۔ لیکن اپنی عقل بیعت کے ساتھ مت بیچدو۔

اس مقدمہ قرآن کے معاملہ میں خوب سوچو اور غور کرو اگر میاں صاحب کی دلی منشاء وہی ہے جو انھوں نے ظاہر کی ہے تو پھر میرے نزدیک اُنھوں نے یہ ایک دوراندیشی کی بات کی ہے جو صلاحیت و تقوے سے اقرب ہے۔ جس ترجمہ کو وہ ردّی میں پھینکنے کے قابل سمجھتے ہیں اور یہ ان کا حق ہے کہ ایسی رائے قائم کریں تو پھر اس ترجمہ کو واپس لینے کے لیئے مقدمہ کرنا شرعاً اور قانوناً ایک غیر منصفانہ فعل ہے۔ پھر اگر تم بھی اس ترجمہ کو ایسا ہی سمجھتے ہو تو پھر وہ کونسا تقویٰ ہے جو تمکو قوم کا کئی ہزار روپیہ عدالت میں غرق کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ اس کئی ہزار روپیہ کو غرق کر کے تم ایک ایسا مسودہ لینا چاہتے ہو جو تمھارے نزدیک ردی میں پھینکا جاویگا۔ یہ کونسا ایمان اور تقویٰ ہے۔ ہاں ایک نفسانیت اور پست فطرتی ہے جو مقدمہ کی ترغیب دے رہی ہے۔ اور وہ لوگ اپنی مٹھی گرم کرنا چاہتے ہیں کہ جن کا اس موقعہ میں مختلف اغراض کے لیئے الو سیدھا ہوگا۔

رہا ہمارا معاملہ ہم اس ترجمہ کو ایک خدا کا فضل سمجھتے ہیں ہم اس کو شائع کرینگے۔ اور ضرور کرینگے۔ نہ تمھارے مقدمات ہمیں ڈرا سکتے ہیں اور نہ تمھاری دھمکیاں۔

ہاں ہم اس کو ذریعہ کمائی بنانا ایک لعنت سمجھتے ہیں۔ ہمارا مقصود اس سے صرف یہ ہے کہ قرآن کا ترجمہ بلاد غربیہ میں پہنچ جاوے اس کے ساتھ ہی ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ہم قوم کو مقدمہ کی مصیبت سے بچائیں اور قوم کا روپیہ ضائع نہ ہونے دیں۔ ہمیں تو صرف یہ مقصود ہے کہ یہ قرآن اب چھپ جاوے اور خلق خدا کو اس سے فائدہ ہو۔

اگر تم یہ کہو کہ ترجمہ ہمارے مطلب کا نہیں تو پہلے دل میں فیصلہ کرو۔ کہ آیا تم سب کے معتقدات وہی ہیں جو میاں صاحب کے ہیں۔ اس ترجمہ میں بیشک اسمہ احمد سے مراد یہ نہیں بتلائی کہ مرزا صاحب ہیں۔ اس ترجمہ میں بیشک اس امر سے انکار کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آوے۔ یہ وہی باتیں ہیں جو حضرت اقدس سے ہم نے سیکھیں۔ اور جو کچھ اس میں ہے وہ آپ کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ اب اگر تم سب کے سب قائل ہو چکے ہو کہ حضرت اقدس واقعی شرعی معنوں میں نبی ہیں۔ احمد سے مراد خود مرزا صاحب ہیں اور کل کافتہ المسلمین محض غیر احمدیت کی وجہ پر کافر ہیں تو پھر تمھیں ہمارے ترجمہ سے مایوس ہو جانا چاہیئے ہم کسی کی خاطر قرآن میں معنوی تحریف نہیں کر سکتے۔ بہر حال یہ ترجمہ جس وقت شروع ہُوا کیا اس تاریخ تک تمھارے یہی عقائد تھے۔ جو آیت استخلاف کی معیبت میاں صاحب سے آج کرا رہی ہے۔ حلف کے معاملہ نے اور مبائعین کے حلف سے گریز کرنے نے آج ثابت کر دیا کہ میاں صاحب اور اُن کے عقائد کے متبع اصحاب نے اپنے ان عقائد میں تبدیلی کی جو حضرت صاحب کے وقت وہ رکھتے تھے۔ پھر کیا ان عقائد کی تبدیلی کے ماتحت ایک متدین مترجم قرآن بھی پابند ہو جاتا ہے کہ ترجمہ قرآن میں وہ بھی اپنے عقائد بدل دے۔

لیکن پھر بھی مقدمہ کرنے کے کیا معنی۔ رہا مقدمۂ ہرجانہ۔ میں اس کے قانونی پہلو پر یہاں بحث نہیں کرتا یہ پیش از وقت ہے۔ لیکن کیا تم قانوناً ایک مصنف سے اس کے معتقدات کے خلاف کوئی ترجمہ کرا سکتے ہو۔ نہیں اگر وہ اپنے ترجمہ کو تمھاری منشاء کے مطابق نہ کرے تو پھر اس کو کسی طرح پر مجبور نہیں کر سکتے۔ بہر حال میں اس سے زیادہ اس امر پر یہاں نہیں کہتا۔ ہاں ہم پبلک کو یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ ہم ہر طرح ان لوگوں کے حقوق کی عزت کرتے ہیں جن کا تعلق اس قرآن کے ترجمہ سے ہے۔ ہم نے مولوی شیر علی کی موجودہ انجمن کو نہ کبھی تسلیم کیا اور نہ اس کا کوئی قانونی وجود ہماری نگاہ میں بحیثیت قائم مقام صدر انجمن احمدیہ ہے۔ لیکن ہم اس بات کو اپنے کانشنس کے سامنے قبول کرتے ہیں کہ جن اغراض کے لیئے یہ ترجمہ ہُوا تھا۔ وہ اغراض کل قوم کے

لئے متحدہ تھیں ۔ اور اگر انھیں اغراض کے پورا کرنے کے لیئے قوم کا کوئی فرد حصہ لینا چاہے تو وہ اس امر کا حقدار ہے کہ ہمارے ساتھ شریک ہو ۔ صرف یہ امر اور ساتھ ہی یہ خیال کہ قوم عدالت میں جا کر روپیہ تباہ نہ کرے ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم کوئی تجویز نکالیں ۔ چنانچہ ان حالات کو سامنے رکھ کر میں نے آتے ہی ولایت سے جو لیکچر دیا اس میں اس ترجمہ قرآن کے متعلق ذیل کے الفاظ کہے

"مجھے حیرت آتی ہے کہ ترجمہ قرآن کے معاملہ میں کس قدر راستی سے دور کارروائی ہو رہی ہے ۔ جب تم اپنے اخباروں میں یہ اعلان کرتے ہو کہ قرآن کا ترجمہ مولوی محمد علی کا غلط ہے تو پھر ان سے واپس کس لئے لیتے ہو ۔ لیکن اگر اس کو چھاپنا مدِ نظر ہے تو آؤ میں تم سے ایک فیصلہ کرتا ہوں جس قدر سرمایہ اس پر خرچ ہوا اس کا نصف جمع کر دو کا میں کفیل ہوتا ہوں نصف تم دو اور اس قرآن کو چھاپ دیں اور مفت تقسیم کریں"

اس سے تم ہماری نیت کا اندازہ کر سکتے ہو اور ہم تو اس وقت تک بھی اسی تجویز پر عمل کرنے کو طیار ہیں ۔ چنانچہ اب جو ترجمہ تکمیل کو پہنچا ہے تو محض اس لئے کہ خدا کی نگاہ میں ہم مقدمہ باز نہ ٹھہریں ۔ حضرت قبلہ مولوی محمد علی صاحب نے ذیل کی تحریر قادیان میں بھیجی ہے ۔ اس کو پڑھو اور غور کرو ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

Without Prejudice

بخدمت سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابتدائے اپریل ۱۴ء میں جب میں رخصت پر آیا قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کا کام نہایت نامکمل حالت میں تھا اور اس وقت سے لیکر اب تک میں اسی کام کی تکمیل میں لگا رہا اب بحمد اللہ یہ کام محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے تکمیل کی حالت کو پہنچ گیا ہے اور ایک ماہ کے اندر اندر پریس میں دینے کے قابل ہو جائیگا ۔ سال گذشتہ میں جو وفد آپ کا آیا اس نے

ترجمہ کے متعلق گفتگو کرنے سے انکار کیا۔ اس لئے مجھے کام کی تکمیل تک خاموش رہنا پڑا۔

یہ آپ کو معلوم ہے کہ اس ترجمہ کی ابتدا میری ہی تجویز سے ہوئی تھی اور اس وقت انجمن میری حوصلہ افزائی کرتی یا نہ کرتی میں نے بہرحال اس کام کو کرنا تھا۔ مگر اس وقت کی انجمن نے میری اس تجویز کو نہ صرف مستحسن ہی سمجھا بلکہ اس نے یہ بھی مناسب سمجھا کہ میرے اپنے ارادہ میں کامیاب ہونے کے لئے میری حوصلہ افزائی کرے۔ چنانچہ وہ مجھے ماہواری امداد دیتی رہی۔ جس نیت سے میں نے اس اہم کام کے کرنیکا تہیہ کیا اور جس غرض سے انجمن مذکور نے میری امداد کی وہ یہ تھی کہ میرے انگریزی ترجمہ سے انگریزی دان پبلک میں اشاعت اسلام ہو۔ خدا کے فضل سے اب تک میرے پیش نظر وہی مدعا اور مقصود ہے اور میری عین آرزو ہے کہ میرا ترجمہ چھپ کر اشاعت اسلام کا موجب اور ذریعہ ہو اور میری محنت شاقہ سے اس طرح اسلام کی کچھ خدمت ہو جائے۔ اس لئے میں آپ سے استفسار کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ کہ آیا آپ میرے ترجمہ کی پہلی ایڈیشن کا بیڑا اُٹھانا پسند کرتے ہیں؟ اگر آپ تیار ہوں تو صرف حسب ذیل قیود کی پابندی کے ساتھ آپ اس نیک کام کو کر سکینگے۔

۱۔ میرے ترجمہ میں کسی قسم کی ترمیم یا ردوبدل مطلق نہ کیا جائیگا۔ جو کچھ میری قلم سے نکلا ہے وہ بجنسہ و بلفظہ چھاپا جائیگا۔ آخری پروف میں خود پاس کرونگا اور وہی چھاپے جائینگے۔

۲۔ چھپائی کے اخراجات آپ برداشت کرینگے۔ البتہ جس قدر روپیہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے پاس بغرض اشاعت ترجمۃ القرآن انگریزی جمع ہوگا وہ بھی چھپوائی پر صرف کرنے کے لئے انجمن مذکور دے دیگی۔

۳۔ مطبوعہ ترجمہ کی قیمت اس قدر رکھی جائیگی جس سے اصل لاگت یعنی خرچ طیاری ترجمہ و چھپائی ترجمہ پورا ہو سکے۔ منافع مطلق نہ لیا جائیگا۔

۴۔ جس قدر روپیہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا صرف ہوگا اور جسقدر خرچ تیاری و تکمیل ترجمہ کا اپریل ۱۹۱۴ء سے لیکر ہوا ان ہر دو رقوم کے عوض انجمن مذکور حقِ رسائی(؟)

کے مطابق مطبوعہ ترجمہ کی کاپیاں لے لیگی۔ باقی کاپیاں آپ لیکر شائع کرینگے۔

۵۔ پانچ ہزار کاپی کی چھپوائی کا تخمینہ ولایت کے ایک مطبع میں جہاں حتی الوسع ارزانی نرخ اور کام کی عمدگی کو مدنظر رکھا گیا ہے بوساطت مولنا مولوی صدرالدین صاحب کرایا گیا ہے۔ اور وہ تخمینہ اکیس ہزار روپیہ یا جلدوں کی لاگت ڈال کر غالباً تیس ہزار روپیہ کے قریب ہوگا۔ جس میں سے پندرہ ہزار روپیہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دے سکے گی۔ باقی پندرہ ہزار روپیہ کا انتظام آپ کو کرنا ہوگا۔ اور چونکہ اس رقم کا انتظام پریس میں مسودہ بھیجنے سے پیشتر خاطر خواہ ہونا ضروری ہے تاکہ ایسا نہو کہ بعد میں روپیہ بہم نہ پہنچنے کی وجہ سے ترجمہ کے چھپنے یا اشاعت میں تاخیر ہو۔ لہذا یہ ضروری ہوگا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام اور آپ دس دس ہزار روپیہ منظوری تجویز کے بعد ایک ماہ کے اندر اندر بنک آف بنگال یا کسی دوسرے معتبر بنک میں کسی معتبر اور معزز امین کے نام جمع کرا دیں تاکہ جوں جوں پریس جائز طور پر روپے کا مطالبہ کرے وہ ان کو ادا کرتا جائے۔ بقیہ پانچ پانچ ہزار روپیہ مزید تین ماہ کے عرصہ میں بنک میں داخل ہو جانا ضروری ہوگا۔

انشاء اللہ تعالیٰ مسودہ ایک ماہ تک جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے پریس میں جانے کے قابل ہو جائیگا۔ اور چونکہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں اس لئے میری بڑی خواہش ہے کہ حتی الامکان بہت جلد ترجمہ انگریزی کی طبع اور اشاعت کا نیک کام ختم ہو جائے۔ لہذا گذارش ہے کہ اگر یہ تجویز پسند ہو اور جملہ شرائط منظور ہوں تو آج کی تاریخ سے تین ہفتہ کے اندر اندر یعنی ۱۷۔ نومبر ۱۹۱۵ء تک مجھے جواب باصواب سے مطلع فرمائیں۔ تاکہ چھپوائی کا کام جس قدر جلد ممکن ہو شروع ہو جائے۔

اس تحریر کا کوئی اثر کسی مقدمہ پر نہوگا جو فریقین کے مابین ہو۔

خاکسار محمد علی۔ ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء

کیا اسی شخص کو میاں صاحب جمعہ کے خطبہ میں بار بار خائن قرار دیتے ہیں۔ شرم کا مقام ہے۔ اے دوستو سلیم المزاجی سے کام لو ہماری نیات کو اس تحریر سے دیکھ لو تم کو تمھارا

اختیار ہے جو چاہو سو کرو۔ تم خدا کے آگے ذمہ دار ہو۔

منن الرحمٰن والا مقدمہ

میں نے ابھی ذکر کیا ہے کہ ترجمہ قرآن کے متعلق تو میاں صاحب نے ایک پارسایانہ تقریر کرکے اپنے زہد و تورع کا ایک اعلیٰ ثبوت دیا۔ لیکن معاملہ منن الرحمٰن نے آپ کی اس ردا کو بالکل اُتار دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ترجمہ قرآن کے متعلق میاں صاحب اپنی رائے مقدمہ کے حق میں دیتے تو خیر وہاں کسی حد تک معذور سمجھے جا سکتے تھے لیکن منن الرحمٰن کے معاملہ میں جو افعال میاں صاحب سے سرزد ہوئے۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے ایک عقلمند کو موقعہ دیا ہے کہ وہ میاں صاحب کے صحیح کیرکٹر کا اندازہ لگائے اور یہی وجہ ہے کہ میاں صاحب کی کارروائی منن الرحمٰن نے مجھے میاں صاحب کے خطبہ متعلق ترجمہ قرآن کو اس کے صحیح معنوں میں لینے کے قابل کر دیا ہے۔

یہ میں مانتا ہوں کہ منن الرحمٰن والا مقدمہ جس کے متعلق میاں صاحب نے اپنے مہتمم کتب خانہ سے نوٹس دلایا ہے۔ میاں صاحب کا اور میرا ذاتی مقدمہ ہے۔ اس میں قوم کو کسی رنگ میں دخل نہیں۔ اس لئے میں میاں صاحب کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ عدالت میں اپنے حوصلے نکال لیں۔ جب وہ قوم کو ایک شغل میں لگا کر اصل حقیقت سے دور کرنا چاہتے ہیں تو پھر بسم اللہ وہ جو چاہیں سو کریں۔ جس کو وہ بنائے دعوے سمجھے ہوئے ہیں وہ کام ہو چکا ہے۔ **میری کتاب ام الالسنہ شائع ہو چکی ہے** اس اجمال کی کیفیت شاید بعض دوستوں کو سمجھ نہ آئے اسلئے میں اپنے دوستوں کو سب سے پہلے ذیل کے اعلان کی طرف متوجہ کرتا ہوں جو الفضل مورخہ ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء میں نکلا وہ یہ ہے:۔

"ضروری اعلان

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بے نظیر کتاب منن الرحمٰن جس میں عربی کے اُم الالسنہ ہونے پر بحث کی گئی ہے باضابطہ رجسٹری ہو چکی ہے کوئی شخص اسے کل یا اس کے کسی جزو کو چھاپنے کا مجاز نہ ہوگا۔ نیز اس کے

تمام مطالب کا ترجمہ ترمیم اقتباس والتباس وغیرہ کے بھی جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ جو شخص ان حقوق میں کسی قسم کی مداخلت کرے گا وہ اپنی خیانت کا قانوناً جواب دہ ہوگا۔ یا اس امر کا ثبوت دینا پڑے گا کہ اس نے اپنے شائع کردہ مطالب کو فلاں دوسری کتاب سے اخذ کیا۔"

شاید اس اعلان کا مطلب و مقصد بعض دوست نہ سمجھیں اس لئے میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اس اعلان کا محرک میرا ایک اعلان مورخہ ۱۱۔ اگست والا ہے جو ہندوستان کے متعدد اخباروں میں بماہ ستمبر شائع ہوا۔ جس کے بعض متعلقہ اقتباسات آپ کے سمجھنے کے لئے ذیل میں نقل کر دیتا ہوں۔

"اغلباً سال ۱۸۹۶ء میں حضرت مرشد و مجدد وقت عالی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قدس اللہ سرہ مسیح موعودؑ نے ایک کتاب منن الرحمن تصنیف فرمانے کا ارادہ فرمایا جس میں یہ تحقیق کی جانی تھی کہ عربی زبان سے دیگر زبانیں نکلی ہیں۔ آپ کا مشن اگرچہ مذہبی مشن تھا۔ لیکن خدمت قرآن نے ہی آپ کو اس نادر تحقیق کی طرف متوجہ کیا" (اس سے آگے کی سطروں میں ان اغراض کا ذکر کیا ہے جو مخالفین قرآن نے کئے اور جن کے دفعیہ میں حضرت نے فرمایا کہ زبان عربی الہامی زبان ہے۔ اس کے بعد میں ذیل کی عبارت لکھتا ہوں) "الغرض ان وجوہ پر حضرت مرزا صاحب نے اس امر کیطرف توجہ فرمائی۔ اور آپ کی ہدایت کے ماتحت ہم چند مریدان حضرت نے بعض دیگر زبانوں کے الفاظ کے متعلق تحقیق شروع کی۔ دوسری طرف حضرت اعلیٰ نے اس کتاب کو لکھنا شروع کیا۔ کچھ ہی عرصہ بعد نئے واقعات اور اس کام سے اہم تر نئی ضروریات نے پیدا ہو کر آپ کو اس ارادہ کی تکمیل کا موقع نہ دیا۔ اور یہ امر وہاں کا وہاں رہا۔

میں گیا اور میری بساط کیا کہ اس امر کو اس کمال تک پہنچا سکوں جہاں ایک مبعوث اور مامور کے ہاتھوں یہ کام پہنچتا۔ چنانچہ اس کتاب کی تمہید

میں جو آپ نے لکھی اور وہ ساتھ ہی ساتھ چھپ گئی اُس سلطان القلم کے دماغ نے اس تحقیق کے لئے کیسے کیسے نادر اصول تحریر فرمائے۔ اور عربی زبان کے کیا کیا عجیب حقائق بیان کئے ہیں۔ وہ اصول انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں اس راہ میں ایک حقیقی راہ نما کا کام دینگے۔

اور دراصل جو کچھ بھی میں لکھونگا یہ اس چشمۂ آب زلال میں سے ایک قطرہ ہوگا جہاں وہ خضر حقیقت دنیا کو اس کتاب کے ذریعہ پہنچا دیتا۔ میں تو اس اسلامی لشکر کا ایک سپاہی ہوں جس کا وہ سپہ سالار تھا اور ہم جو کچھ بھی فتوحات کریں سب اسی کے نام پر ہیں۔* حضرت اعلےٰ کے اس ارادے کی تکمیل ہمیشہ میرے سامنے رہی۔ چنانچہ ۱۹۱۳ء میں میں نے انگلستان میں اس کام کی طرف متوجہ ہونا چاہا۔ لیکن حضرت قبلہ حکیم نورالدین صاحب نے میرے تبلیغی فرائض کی اہمیت کے مقابل اس کام کے لئے میرا وہ وقت موزوں نہ سمجھا۔ اب جو میں ہندوستان میں آیا تو میں نے چاہا کہ اس کام کو شروع کروں۔ لیکن آج سے دو ماہ پہلے مجھے اطمینان سے ایک جگہ بیٹھنے کا موقعہ نہ ملا۔ امسال موسم گرما کی سختی مجھے ابتدائے جولائی میں یہاں (ایبٹ آباد) لے آئی۔ چنانچہ میں نے یہی پسند کیا کہ یہاں کے موسم سے فائدہ اُٹھاکر اس عظیم الشان کام کو شروع کردوں۔ جس کی تکمیل ہر احدی کے ذمہ ہے۔ یہاں اتفاق سے میں نے ایک انگریزی کتاب موسومہ بہ "ہندوستان میں مذہبی تحریکات" ایک پادری ڈاکٹر فرقوہار

---

* یہ اشتہار قادیان میں پہنچا وہاں کھلبلی کا موجب ہوا اس کا اقتباس الفضل میں چھپا اس اشتہار کے بعد جو منبر جمعہ پر سے خطبہ میں کہتا ہے کہ کمال الدین حضرت اقدس کی برابری کا دعویٰ کرتا ہے کیا وہ جھوٹ نہیں بول رہا۔ اور مجھ پر بہتان نہیں باندھتا دوستو غور کرو منہ

کی لکھی ہوئی دیکھی اس نے حضرت مرزا صاحب پر جہاں اور ناپاک حملے کئے
وہاں حضرت مرزا صاحب کے اس دعوے متعلقہ عربی زبان کی طرف اشارہ
کر کے اُس نے حضرت مسیح کے مبلغ علم پر بھی حملہ کیا یہ حملہ علی الخصوص
میری اس کتاب کے جلد شائع کرنے کا موجب ہوا۔ اس امر کے لئے
سب سے پہلا کام الفاظ کی تحقیق تھا۔ ہماری سابقہ تحقیق کے نتائج شاید
اس وقت قادیان میں ہوں لیکن موجودہ حالات کے ماتحت میرا قادیان
کی طرف دیکھنا کسی نتیجہ کو پیدا نہیں کر سکتا اس لئے مجھے از سرِ نو تحقیق
بھی یہاں کرنی پڑی"

ان سطور سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتاب میں نے کیوں لکھنی شروع کی۔ یہ کتاب کسی مسئلہ متنازعہ جماعت احمدیہ پر نہیں لکھی گئی تھی۔ یہ کتاب میاں محمود احمد صاحب کے کسی دعا یا اُن کی کسی حیثیت کو زیر بحث نہیں لاتی تھی یہ کتاب اُس دعوے کو ثابت کرنے کے لئے لکھی گئی جو میرے مرشد اور میاں صاحب کے مقدس باپ نے دنیا میں کیا۔ اور جس کو وہ آسانی سے ثابت کر سکتے تھے۔ لیکن بعض اتفاقات نے اُن کی تحقیقات کے نتائج کو اس وقت تک دنیا میں نہ آنے دیا۔ اور ایک دشمن کی نگاہ میں تاریخ دعوے سے آج تک جس کو بیس برس گذرتے ہیں۔ یہ خالی کا خالی دعویٰ ہی رہا۔ چنانچہ ایک نااہل پادری کو اس لئے آپ پر حملہ کرنے کی جرأت ہوئی اور اس نے لکھا کہ مرزا صاحب کی کم علمی کا ثبوت اِس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے کہ وہ عربی کو کل زبانوں کا ماخذ قرار دیتے ہیں۔ اب کیا ہر ایک احمدی کا فرض نہ تھا کہ اس ناپاک حملے کے دفعیہ کی فکر کرتا اور اُن امور کی تکمیل کرتا جس کو ہمارے مرشد و مولیٰ شروع کر گئے۔ اور کیا سب سے پہلے خود اُس شخص کا فرض نہ تھا جو اُس سلطان القلم کی نیابت کا ادعا رکھتا ہے۔ اگر حضرت صاحب کی اس منشاء کی تکمیل کی میاں صاحب میں خود قابلیت نہ تھی تو یہ سجدات شکر ادا کرتے اور خوش ہوتے کہ ان کے باپ کے ایک نام لیوا نے ایک فرض کو جو دراصل مشترک فرض تھا پورا کرنے کی کوشش کی۔ لیکن میاں صاحب سے یہ کب ممکن تھا۔ میاں

صاحب نے جب میرا اشتہار پڑھا تو کچھ گیا تو اسیقدر کیا کہ ان چھپے ہوئے فرموں کو جن کی تکمیل کے لئے ابھی بہت کچھ محنت درکار تھی اور جو بالکل نامکمل حالت میں تھے۔ ان پر ایک سرورق لگایا۔ اور جھٹ اس کو رجسٹری کراکر اعلان بالا دے دیا۔ انھوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ آیا یہ کتاب اپنی موجودہ شکل میں اس قابل بھی ہے یا نہیں کہ پبلک کے سامنے جا سکے۔ آخر کیوں خود حضرت اقدس نے اس کا شائع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ بہرحال اس کی کوئی تکمیل ہونی چاہئے تھی۔ گو وہ حصہ الگ ہوتا۔ اور اس میں یہ ظاہر کر دیا جاتا کہ یہ علیحدہ حصہ ہے۔ لیکن یہ فہم تو خدا اُسے دیتا ہے جو مغلوب الغضب نہ ہو۔

اے دوستو تم کو ایمان اور کانشنس کا واسطہ ڈال کر میری یہ عرض ہے کہ تم اس پر غور کرو اور بتلاؤ کونسے اصول دیانت و امانت اور راست بازی کے میاں صاحب کے اس فعل کو جائز کرتے ہیں۔ تم ہم سے ناراض ہو کہ ہم میاں صاحب کو مفترض الطاعۃ خلیفہ نہیں مانتے۔ خدارا تم بتلاؤ ہم ان اعمال اور افعال کے ہوتے ہوئے میاں صاحب کو کس طرح ایک معصوم اور مصئون عن الخطا خلیفہ سمجھ لیں۔ میں تمھاری کانشنس اور ایمان کی عدالت کے سامنے ذیل کے واقعات پیش کرتا ہوں اور فیصلہ چاہتا ہوں کہ میں اگر تمھارے ساتھ نہیں تو کیا میں راستی پر بھی نہیں۔

کیا میاں صاحب ہمارے محسن کا فرزند نہیں۔ کیا ہیں نے حضرت کی اطاعت سے سر پھیرا کیا حضرت کو ہم پر ناز نہ تھا۔ کیا ہمارا روم روم اُن کے زیر احسان نہیں۔ کیا ہم نے اپنے گذشتہ طریق عمل سے ثابت نہیں کیا کہ ہم ان کے لئے جان تک دینے کو حاضر ہیں پھر ہم کو یہ کیا مصیبت پڑی ہے کہ ہم میاں صاحب کی اتباع کو قبول نہیں کرتے۔ ہم میں سے تو کسی کو شوق امارت نہیں۔ تو مجھ سے واقعات سُن لو۔

(۱) میاں صاحب صرف اس ایک امر سے تو ہمارے مطاع نہیں ہو سکتے کہ وہ ہمارے حضرت کے فرزند ہیں۔ کیونکہ خود حضرت صاحب نے ہم کو کھلی تعلیم میں روک دیا ہے کہ تم صرف اس لئے کسی کی اطاعت کا جُوا اپنی گردن میں نہ ڈالو کہ کسی کا جسمانی رشتہ کسی مقدس انسان سے ہو۔ (ملاحظہ ہو حضرت کا خط بنام نواب محمد علی خاں مطبوعہ الحق

سیالکوٹ)

(۲) میاں صاحب کی کوئی خدمات ہمارے سامنے نہیں اور ان کو خود بھی اعتراف ہے کہ میری سابقہ کوئی خدمات نہیں (ملاحظہ ہو۔ القول الفصل) پہلی خدمت یہی ہے کہ جماعت کو دو ٹکڑے کر دیا

(۳) میاں صاحب سے میں نے مطالبہ کیا کہ آیا اُن کو الہام ہوا ہے کہ وہ مصلح موعود ہیں اس کے جواب میں میاں صاحب نے ذیل کی سطور لکھیں

"خواجہ صاحب! آپ نے لکھا ہے کہ اگر آپ الہام سے مُصلح موعود ہونے کا دعویٰ کریں تو میں کچھ نہ بولونگا۔ اگر آپ نے یہ بات سچ لکھی ہے تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بار بار بتایا ہے کہ میں خلیفہ ہوں"

ان باتوں کو دیکھ کر جب میاں صاحب سے مطالبہ ہوا کہ چلو وہ الہام بتلاؤ کہ جس میں خدا نے بار بار آپ کو فرمایا کہ آپ خلیفہ ہیں تو تشحیذ اپریل ۱۵ء میں ذیل کی عبارت نکلی

"یہ بھی یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کا بتانا اور اللہ کی وحی میں بھی عموم خصوص کی نسبت ہے۔ بتانا یوں ہے کہ مثلاً کسی آیت قرآنی سے آپ کی خلافت کا ثبوت ہو۔ کسی الہام مسیح موعود سے یہ ثابت ہو کہ آپ خلیفہ ہیں۔ رویا میں آپ پر منکشف کیا جائے کہ آپ خلیفہ ہیں۔ یہ دعویٰ نہیں کیا گیا کہ سیدنا محمود پر خدا کی وحی نازل ہوئی کہ اسے محمود تو خلیفہ ہے۔

کیا ہمارے مطالبہ الہام کے جواب میں جو کچھ کہا گیا اس کا مفہوم یہ نہ تھا کہ میاں صاحب کو بالضرور وحی یا الہام ہوا ہوگا کہ آپ خلیفہ ہیں۔ پھر کیا اپنے الفاظ کا ایک خاص مفہوم دل میں رکھ کر ایسے فقرے بولنا کہ لوگ اس کا مطلب اور لیں یہ طریق تقوے سے کوسوں دور نہیں؟

(۴) عقائد کی غلطی دور کرنے کے لئے میں نے نہایت نیک نیتی سے معاملہ حلف کو تجویز کیا۔ اس پر خلاف تعلیم قرآن میاں صاحب نے روک ڈالی اور معاملہ کو روبراہ ہونے نہ دیا اور جس قدر کارروائی کی خلاف قرآن کی۔ اور جو خود ان سے حلف طلب کیا تو اس سے

گریز کیا۔

(۵) میری ذات پر ذیل کے تین بہتان انھوں نے لگائے جو بالکل جھوٹ ہیں

(۱) میں نے مشہور کیا کہ میاں صاحب نے اپنی خلافت کے متعلق گورنمنٹ میں خط لکھا

(۲) میں نے کوئی خطوط حضرت مسیح موعود کو لکھے تھے کہ تم خود تو قوم کا روپیہ کھا جاتے ہو اور ہمیں قربانیاں کرنے کے لئے کہتے ہو۔

(۳) میں دعویٰ کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا صاحب کے برابر ہوں۔ اور میں وہی کام کر رہا ہوں جو حضرت نے کیا ہے۔ اور جو کچھ بیٹے حاصل کیا اپنی کوشش سے کیا کس قدر میاں صاحب میں جرأت ہے کہ میرا اشتہار ۱۲۔ اگست کا متعلقہ ام الالسنہ جس کا اقتباس اوپر میں دے چکا ہوں صاف ظاہر کرتا ہے کہ میں حضرت کے مقابل اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہوں۔ یہ اعلان قادیان میں جاتا ہے اُس کا اقتباس الفضل میں لیا جاتا ہے اور پھر میاں صاحب منبر پر سے خطبہ میں یہ بہتان باندھتے ہیں کہ میں حضرت کی برابری کا دعویٰ کرتا ہوں۔

(۶) تو دو گالیاں دیکر اور گالیاں دینے والوں کو مالی امداد دیکر جماعت میں دشنام دہی کا مادہ پیدا کیا۔ جب سردار قوم کا یہ حال ہو کہ منبر پر چڑھ کر دوسروں کو گالیاں دے تو پھر دوسروں پر اس کا کیا اثر ہوگا۔

(۷) میاں صاحب کے عام معاملات پر میں رائے زنی نہیں کرتا۔ ہاں منن الرحمٰن کے متعلق جو کچھ میاں صاحب سے سرزد ہوا اُس سے مجھے اُن کے متعلق از حد افسوس ہوا۔ میاں صاحب جو چاہیں کریں۔ لیکن کم از کم اپنی او عائی حیثیت کے نامناسب حال تو کوئی کام نہ کریں۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ لوگ ٹھنڈے دل سے منن الرحمٰن کے واقعات پر غور کریں اور پھر اسی ایک ہی واقعہ سے اندازہ لگائیں کہ میاں صاحب کس طرف جا رہے ہیں۔ اور پھر کس طرف قوم کو لے جا رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا ہے کہ میں نے ام الالسنہ

کتاب صرف اسی لئے لکھی اور شائع کی جیسے کہ میرے اشتہار مورخہ ۳ اگست سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت نے ایک دعویٰ کیا۔ اور منن الرحمٰن میں اُسے ثابت کرنا چاہا وہ کتاب ابھی تمہیدی حالت میں رہی اور ابھی اُس میں صرف دعویٰ ہی دعویٰ تھا۔ اور جو تحقیق حضرت صاحب نے اس امر میں کی۔ اور جو بے عدیل دلائل آپ نے طیار کئے وہ ابھی قلم و کاغذ کے حوالہ نہ ہوئے۔ کہ یہ کتاب کسی مصلحت ربّی سے رُک گئی۔ اب یہ دعویٰ ہی حضرت پر معاذ اللہ بے علمی کا الزام سے آیا۔ میری غیرت نے مجھ سے یہ کتاب لکھوائی جس کو روکنے کے لئے میاں صاحب نے یہ نوٹس دیا۔ آخر یہ نوٹس کیوں دیا۔ حضرت صاحب نے تو مدۃ العمر کبھی کوئی کتاب اپنی رجسٹری نہیں کرائی۔ میاں صاحب نے کیوں یہ کتاب رجسٹری کرائی۔ صرف اس لئے کہ میں یہ کتاب نہ لکھوا سکوں۔ یا میں لکھ کر شائع نہ کرسکوں۔ اور اگر میں ایسا کروں تو میاں صاحب مقدمہ کرسکیں۔

کیا ان واقعات سے میاں صاحب کے اندرونہ کا پتہ نہیں چلتا کیا میاں صاحب نے یہ خیال کیا کہ میاں صاحب کی تجارت کتب میں فرق آویگا اور میری کتاب کے نکلنے پر منن الرحمٰن کی بکری بند ہوجاویگی۔ اگر اُن کا یہ خیال ہے تو بہت چھوٹا خیال ہے۔ اس قسم کی غلطی اُن سے پہلے بھی سرزد ہوئی جب ہم نے ارادہ کیا کہ حضرت صاحب کی کل تصنیفات کا ایک عمدہ اور سستا ایڈیشن نکال دیں تو الفضل میں واویلا شروع ہوگیا۔ اور باتوں میں بات صرف یہ نکلی کہ میاں صاحب کو اس سے مالی نقصان ہوگا۔

اگر میاں صاحب کا یہ خیال ہے کہ میں حضرت صاحب کی تحقیق اپنے نام پر شائع کرنے لگا ہوں تو میاں صاحب میرا اشتہار ہی دیکھ لیتے۔ میں نے تو تسلیم کر لیا ہے کہ حضرت صاحب نے ایک کتاب منن الرحمٰن لکھی۔ حضرت صاحب نے ہی یہ امر تحقیق کیا کہ عربی اُم الالسنہ ہے مگر وہ امر تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ اب میں اُس کی تکمیل کا ارادہ رکھتا ہوں۔ رہا یہ کہ میں حضرت کے تعلیم کردہ مطالب کو اپنی کتاب میں اگر استعمال کروں تو وہ ایک خیانت ہے۔ اس سے میاں صاحب کی خوش فہمی کا پتہ چلتا ہے۔ میاں صاحب کو اتنی بھی

سمجھ نہیں کہ سرقہ اور خیانت اور تصرف بیجا کے کیا معنی ہوتے ہیں۔ میں جو علی الاعلان حضرت اقدس کا مسلمہ شاگرد اور کل دینی علوم کو اُسی سرچشمہ سے لینے والا ہوں۔ اگر حضرت کی تحقیق کو اپنی کتاب میں استعمال کر لینے پر عند القانون خائن ٹھہر سکتا ہوں جیسے کہ ہمارے میاں صاحب نے سمجھ لیا تو اس دلیل سے خود میاں صاحب ڈبل خائن ٹھہرتے ہیں۔ ایک تو وہ خود حضرت کے مضامین کو اکثر استعمال کرتے ہیں۔ پھر وہ حضرت کی جائداد متروکہ پر بھی قابض ہیں۔ کیا حضرت صاحب کی متروکہ جائداد پر میاں صاحب اپنی ملکیت ظاہر کرنے سے خائن ہو جاتے ہیں۔ جو حضرت کا کوئی شاگرد آپ کے خیالات کو استعمال کرنے سے خائن ہو آہ ضدیت تیرا ستیاناس تو کہاں تک ایک شخص کو سلیم المزاجی سے دور پھینکدیتی ہے۔ اور دراصل اگر میاں صاحب کے عقائد صحیح ہیں تو پھر میاں صاحب سب سے پہلے خائن ہیں (حالانکہ وہ نہیں) حضرت صاحب اگر نبی ہیں تو پھر حدیث نحن معشر الانبیاء لا نورث ولا نورث کے ماتحت حضرت صاحب کا کوئی ورثہ متروکہ نہیں۔ جو کچھ انھوں نے چھوڑا وہ قوم کا ہے۔ کیا خلیفہ اول نے باغ فدک کا فیصلہ اس ایک حدیث پر نہیں کیا۔ پس اگر وہ فیصلہ صحیح ہے تو یا تو میاں صاحب خدانخواستہ خائن ہیں یا حضرت صاحب نبی نہیں۔ اگر حضرت صاحب نبی ہیں تو میاں صاحب قوم کی جائداد غصب کر رہے ہیں۔ میاں صاحب اس حدیث کو چھوڑیں۔ اور اب اُن کے نزدیک ایک ہی چارہ ہے یا تو جس طرح لم یبق من النبوۃ الا المبشرات والی حدیث کے متعلق ہمارے استدلال سے تنگ آ کر اب قادیان سے آواز نکلتی ہے کہ وہ حدیث ہی وضعی ہے۔ اسی طرح اب اس حدیث کو بھی وضعی قرار دیں۔ اور سیدنا ابوبکر کے فیصلہ کو نعوذ باللہ دیگر شیعہ کے ہم خیال ہو جاویں۔ یا جائداد کو چھوڑ دیں۔ یا اپنے عقیدہ نبوت حضرت مرزا صاحب کی بھی صحت کریں۔ ہاں اگر میں منن الرحمٰن کے مطالب کو لیکر اس کتاب کو تقویت بھی دیتا تو یہ خیانت نہیں تھی۔ حالانکہ میرا اشتہار کہتا ہے کہ میری کتاب کے لیئے منن الرحمٰن کا ترجمہ یا اس کے مطالب کا نقل کر دینا کافی نہیں۔ کاش میاں صاحب

رجسٹری کرانے سے پہلے منن الرحمٰن کو دیکھ لیتے تو شاید اُن کو خود ہی سمجھ آجاتی کہ وہ ایک بیہودہ فعل ہی نہیں کرتے بلکہ وہ اپنے اندرونہ کا ناقابل پسند نقشہ دنیا کو دکھانے لگے ہیں۔منن الرحمٰن کو جس حالت میں حضرت نے چھوڑا تھا وہ اس قابل نہ تھی کہ وہ پبلک کے سامنے پیش ہو۔حضرت نے ایک عظیم الشان تحقیق کے بعد وہ کتاب لکھنی شروع کی۔اس کے شروع میں اپنے دعاوی قائم کئے کہ عربی کامل زبان ہے۔عربی الہامی زبان ہے۔عربی اُم الالسنہ ہے۔عربی کے الفاظ اپنے اندر وجہ تسمیہ رکھتے ہیں۔ان امور پر مستقل بحثیں کئی ہفتے ہوئیں۔حضرت نے ان دعاوی کو کتاب میں لکھا۔پھر حضرت نے ایک خطبہ مفردات عربی میں دکھلانے کے لئے لکھنا شروع کیا۔ابھی اس کتاب کا وہ موقع نہ آیا تھا کہ حضرت صاحب دعاوی مبینہ کے ثبوت میں دلائل لکھتے۔یا اس تحقیق کو قلم و کاغذ کے حوالے کرتے۔کہ یہ کتاب رُک گئی اب یہ اس کتاب کی حالت ہے۔جواں مردی تو یہ تھی کہ اس کتاب کی تکمیل کی جاتی اور ان دعاوی کو دلائل سے مزین کیا جاتا اور پبلک میں یہ کتاب پیش کی جاتی۔یہ تو میاں صاحب سے شاید بہت دُور تھا۔پھر میاں صاحب نے کس برتے پر یہ کتاب رجسٹری کرائی۔میاں صاحب کی کونسی صحیح نیت اس میں تھی۔اگر یہ کتاب موجودہ صورت میں پبلک پر کچھ حجت پیش کر سکتی ہے تو صرف یہ کہ عربی کے مفردات کا نظام ایسا وسیع ہے کہ ایک کل کا کل خطبہ مفردات میں بیان کیا جا سکتا ہے۔اور بالمقابل دوسری زبانیں اس قسم کے خطبہ کے لئے مفردات بہم پہنچانے سے عاری ہیں۔

ہاں منن الرحمٰن میں اگر کوئی بات جدید ہے۔اور وہ وہ بات ہے کہ جس پر ایک احمدی جس قدر ناز کرے تھوڑا ہے وہ وہ بات ہے کہ جس ایک امر کے لئے میرا مرزا علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام مجددیت کے دعویٰ میں صادق نظر آتا ہے اور وہ وہ بات ہے کہ جس سے حضرت کا نام مغربی مشرقی علمی دنیا میں ابدالاباد تک سراج منیر بنکر چمکیگا۔وہ یہ دریافت ہے کہ عربی الہامی اور مادری زبان ہے۔اب سوال یہ ہے کہ یہ وہ باتیں آیا قابل رجسٹری ہیں۔جس وقت یہ باتیں زیر بحث تھیں ان امور کا چرچا

قادیان کے اخباروں میں ہوا۔ غیر احمدی اخباروں میں اس کا چرچا ہوا۔ دھرم مہوتسو کے جلسہ والی تقریر میں ان امور پر برعایت اختصار حضرت نے بحث کی بھولے بھالے میاں صاحب۔ علم اور عامہ فہم و ادراک سے پیار نہ رکھنے والے میاں صاحب نے رجسٹری کرائی تو کس چیز کی۔ حقوق محفوظ کیئے تو کس بات کے۔ جو اس سے اُنیس بیس سال پہلے پبلک جائداد ہو چکی ہے۔ میں نے ان امور پر ولایت میں خود لکھا۔ میں نے کوارٹرلی ریویو اور اسلامک ریویو میں ان امور پر مضامین لکھے تو جس بات کی حفاظت ۱۹۱۵ء میں کرنے کا خیال میاں صاحب کو آیا وہ ۱۹۱۳ء میں میں لکھ چکا ہوں۔ اب بتلایئے وہ کونسی بات ہے جس کے لیئے آپ نے اپنے خاص قلب کی کیفیت سے پبلک کو اطلاع دینے کی تکلیف کی۔ جہاں تک میرا علم ہے جس اسی قدر ہے۔ حضرت نے لکھا تھا کہ کتاب رُک گئی۔ میں نے ابھی عرض کیا ہے کہ اگر میں حضرت کے مذکورہ بالا مطالب کو لے لیتا یا حضرت کی کتاب کا ترجمہ ہی کر دیتا تو کیا یہ خیانت ہو سکتی تھی۔ لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ میں نے اُن باتوں کو ثابت کرنے کا ارادہ کیا جو اس وقت تک محتاج ثبوت ہیں۔ میں نے اُن کے لیئے دلائل اور شہادتیں بہم پہنچانے کا تہیہ کیا جو اس وقت صرف دعوے کے رنگ میں ہی ہیں۔ کسی اصول یا کسی مطلب کو ~~~~~~ کرنا حقوق کاپی رائٹ کا نقیض نہیں ہوتا۔ اگر میں نے حضرت صاحب کے اصول کو لیکر اس پر کچھ بڑھایا ہو تو اس کو کاپی رائٹ سے کیا تعلق۔

میاں صاحب کو اگر علمی باتوں سے مزاولت ہوتی۔ اور وہ منصفانہ نگاہ سے کتاب کو دیکھتے تو وہ کبھی یہ حرکت نہ کرتے۔ وہ اوراق اپنی موجودہ شکل میں تو اپنے اندر کوئی امر نہیں رکھتے۔ کہ جس کے حقوق محفوظ ہو سکیں۔ دنیا میں کونسا ادیب ہے جو اس امر سے واقف نہیں کہ عربی زبان ایک کامل زبان ہے۔ اور اپنے اندر معقولات کا ذخیرہ رکھتی ہے میں نے تو لاریب یہ باتیں حضرت سے ہی سیکھیں۔ لیکن دنیا کو حضرت سے پہلے معلوم تھیں۔ ان امور کی تشریح میں اگر حضرت کوئی الفاظ

بطور مثال پیش کرینگے تو وہ الفاظ پہلے سے ہی محققین کی کتابوں میں جمع ہیں جو ہر ایک مصنف استعمال کرسکتا ہے۔ وجہ تسمیہ کے سوال سے بھی کوئی عربی لغت خالی نہیں اگر میاں صاحب کو کچھ اپنے مقدس والد سے اُنس ہوتا تو میرے مشکور ہوتے۔ دوستو یہ معاملہ کیوں ہوا۔ اس لئے کہ ہم سب کو سمجھ آجاوے کہ میاں صاحب کے قلب میں کون سے جذبات راتدن موجزن رہتے ہیں۔ میں ان کا نام حسد رکھوں یا کینہ رکھوں۔ کیونکہ اور تو کوئی وجہ مجھے نظر ہی نہیں آتی کہ جس نے یہ رجسٹری کرائی اور اعلان کرایا۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ لوگوں پر حجت قائم ہو منن الرحمن اور میری کتاب اُم الالسنہ دونوں کو پاس پاس رکھو پھر تمھیں نظر آجاویگا کہ میری کتاب کے سوائے منن الرحمن پبلک کے سامنے ہم پیش نہیں کرسکتے۔ حضرت صاحب نے دعوی کیا کہ عربی اُم الالسنہ ہے اور اس کا اشتراک اور زبانوں سے ہے تو میں نے اس اشتراک کی شہادتیں بہم پہنچادیں۔ ان یوروپین فضلاء کی رائے کو پاش پاش کیا جنہوں نے بڑے زور شور سے لکھا ہوا تھا کہ سامی زبانوں کو جن میں عربی بھی شامل ہے کوئی تعلق انڈو یوروپین زبانوں سے نہیں۔ میں نے انکی ایک ایک دلیل کو لیا اور خدا کے فضل سے توڑا۔ پھر وہ وجوہ بتلائیں کہ جن سے اشتراک ثابت ہو جاوے۔ پھر صرف اشتراک سے کوئی زبان اُم الالسنہ نہیں ٹھہر سکتی۔ پھر ان دلائل کو بہم پہنچایا۔ اور ان دلائل کو شہادتوں سے مزین کیا کہ جن سے عربی مادری زبان قرار دی جاوے۔ پھر زبان کے پیدا ہونے پر ایک مبسوط بحث کی۔ ان تمام تھیوریوں کو توڑا کہ جو خلق زبان کے متعلق یورپ میں مروج ہیں۔ پھر ان کے مقابل زبان کے الہامی ہونے کے دلائل دیئے۔ اور ان دلائل کو شہادتوں سے مضبوط کیا۔

یہ سب کی سب باتیں اور ان سے ہزار ہا درجہ بہتر باتیں حضرت لکھتے۔ لیکن خدا کی مصلحت نے یہ کام ان سے نہ کرایا اور یہ کام اس کے ہاتھ سے شروع کرایا کہ جس کو میاں صاحب نے بے علم پکارنا شروع کیا۔ دوستو کیا تم کو یاد ہے کہ میں نے

کبھی بھی عربی دانی کا دعویٰ کیا۔عربی دانی تو کیا۔میں نے تو یہ زبان پڑھی ہی نہیں۔یہ بھی خدا کے نشان ہیں۔حضرت صاحب کے دلائل سے تنگ آکر محمد حسین اینڈ کو نے حضرت کے علم عربی پر جب حملے کئے تو اللہ تعالےٰ نے حضرت پر عربی کا دروازہ کھول دیا۔اسیطرح پر جب میاں صاحب پر میدان دلائل تنگ ہو گیا تو انھوں نے صرف اسی امر کے اعلان میں اپنی جیت سمجھی کہ مجھے عربی نہیں آتی۔عین اُس وقت خدا تعالیٰ مجھ سے وہ کتاب لکھاتا ہے جو مجھ جیسے عربی زبان سے ناواقف کے لئے ناممکن ہے۔جاؤ میری کتاب کو پڑھو اور پھر دیکھو کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر کیا کیا فضل کئے ہیں۔اور کس قدر مشکل امور مجھ پر آسانی سے آسانی کے ساتھ حل کر دئیے ہیں۔ہر ایک احمدی جس میں شرافت ہے میری اس کارروائی کو نظر استحسان سے دیکھیگا میرے لئے دعائے خیر کریگا۔اور اگر وہ مجھے آجکل کے تنازعات میں غلطی پر سمجھتا ہے تو میرے لئے دعائے ہدایت کرے گا۔ہاں جو میاں صاحب کے دل پر گذرے گی اس کا ہم قیاس ہی کر سکتے ہیں۔کیا تقسیم خداوندی ہے کہ میرے حصّہ میں تو حضرت کے ارادوں کی تکمیل لکھ دی گئی ہے۔اور میاں صاحب کے حصّہ میں ان نیک کاموں کی روک ہے۔میں نے تو آج یہ کتاب لکھ کر حضرت کے اس نور فراست کو ثابت کر دیا کہ جس کے ذریعہ انھوں نے خاص رائے میرے متعلق آج سے پندرہ بیس سال پہلے قائم کی۔برادران تم میں سے کون ہے جس نے انگلستان کے مشن کو حضرت کا مشن نہیں سمجھا۔تم میں سے کون ہے جس نے انگریزوں کے اسلام کو آفتاب مغرب اور حضرت کا کشف پورا ہونے والا۔اس غلو اور استبداد کے زمانہ سے پہلے نہ سمجھا۔تم میں سے کون ہے جس نے میری کارروائی پر ناز نہ کیا۔ایمان سے کہو کہ میں یہ سچ کہہ رہا ہوں یا نہیں۔اب وہ کون ہے جس نے تم کو ان نیک کاموں سے روکا اور جس نے سر توڑ کوشش کی کہ یہ کار محمود مذموم ہو جاوے۔جس نے اپنی تحریروں کی پرواہ نہ کی۔جسے وہ

حضرت کے کشف کا پورا ہونا لکھتا رہا۔ اسے وہ آج کفر کہتا ہے۔
اسی طرح خدا نے آج بھی وہی کیا۔ میں تو حضرت کے دعوے
کے دلائل جمع کردں اور ہمارا میاں صاحب میری
راہ میں کانٹے بچھائے کہ میں یہ کام نہ
کر سکوں

خواجہ کمال الدین